فکرونظر

قرآن اور مستشرقین

بسلسلہ: تحریک استشراق: ایک تعارف

ڈاکٹر حافظ محمد زبیر

اس تحقیقی مضمون کے مطالعہ میں چند نکات کو مدنظر رکھنا چاہیے: ۱) ہر مستشرق کے بارے میں یہ کوشش کی گئی ہے کہ پہلی دفعہ میں اس کے مترجم اردو نام کے علاوہ اصل انگریزی' جرمن یا فرانسیسی نام بھی بیان ہو جائے۔ بہت سے مستشرقین ایسے ہیں جن کے اردو نام ہمیں نہیں ملے یا ابھی تک اردو میں ترجمہ نہیں ہوئے تو ان کے اصل نام کی اردو بناتے ہوئے انگریزی لہجے (American English Accent) کو معیار بنایا گیا ہے۔ مثلاً اگر کسی جرمن یا فرنچ مستشرق کو نقل کیا گیا ہے تو اس کے نام کے انگریزی لہجے کی اردو بنائی گئی ہے نہ کہ جرمن یا فرنچ۔ ۲) کسی بھی مستشرق کے پہلی دفعہ بیان کے وقت اس کی سن پیدائش اور سن وفات بھی ساتھ ہی نقل کی گئی ہے اور اس بارے میں آن لائن انسائیکلوپیڈیا' وکی پیڈیا کو ماخذ بنایا گیا ہے۔ ۳) اکثر مستشرقین کے حالات زندگی کتب میں نہیں ملتے' لہٰذا حالاتِ زندگی کے بیان میں بھی زیادہ تر وکی پیڈیا ہی پر انحصار کیا گیا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ تازہ ترین معلومات کے اعتبار سے یہ انسائیکلوپیڈیا ایک بہترین مصدر ہے۔ ۴) اختصار کے پیش نظر کسی مستشرق کے افکار کا خلاصہ اردو میں بیان کر دیا گیا ہے' جبکہ اس کی اصل عبارت آخر مضمون میں حواشی کی صورت میں نقل کر دی گئی ہے۔ ۵) یہ مضمون اپنے موضوع پر ایک تمہید ہے اور اس میں کوشش کی گئی ہے کہ ایم فل اور پی ایچ ڈی سطح پر قرآنیات کے موضوع پر کام کرنے والوں کو دفاعِ کتاب کے بارے میں نئے موضوعات اور نئی راہیں سجھائی جائیں تاکہ صحیح معنوں میں کتاب اللہ کے دفاع کا وہ فریضہ انجام پا سکے جو امت مسلمہ کے ذمے ایک قرض بن چکا ہے۔ ۶) ہمارے ہاں لائبریریوں کی جو صورت حال ہے' اس سے سب آگاہ ہیں۔ ایک معروف پبلک یونیورسٹی جو علوم اسلامیہ میں ایم فل اور پی ایچ ڈی کروا رہی ہے' اس کی لائبریری کی کسمپرسی کا یہ عالم تھا کہ ضرورت پڑنے اور تلاش کرنے پر راقم کو وہاں بائبل کا نسخہ تک نہ مل سکا۔ لہٰذا کتب کے انٹرنیٹ ایڈیشنز سے بھی استفادہ کیا گیا ہے جو عیسائی مشنری ویب سائٹس نے اسلام دشمنی میں انباروں کی صورت جمع کیے ہوئے ہیں۔ ۷) عربی میں اگرچہ استشراق پر کافی کام ہوا ہے اور راقم کے پاس بھی تقریباً ۱۵۰ ایسی عربی کتب موجود ہیں جو تحریک استشراق اور مستشرقین کے رد میں ہیں' لیکن یہ ساری تحقیق بھی مستشرقین کی کتب کے عربی تراجم پر نقد کے گرد ہی گھومتی ہے۔ مستشرقین پر براہ راست نقد کرنے والے یا نقد کرتے ہوئے ان کی انگریزی نصوص یا اصطلاحات کو بیان کرنے والے نہ ہونے کے برابر ہیں۔ اپنے اس مضمون میں ہم نے یہ ممکن کوشش کی ہے کہ کسی مستشرق کی اصطلاح یا اعتراض انگریزی میں ہی بیان کیا جائے اگرچہ ساتھ میں اس کا اردو ترجمہ یا ما حاصل بھی بیان ہو جائے۔

تھیوڈور نولڈکے Theodor Noldeke (۱۸۳۶ـ۱۹۳۰ء) ایک جرمن مستشرق تھا۔ ۱۸۵۶ء میں تاریخ قرآن پر پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی اور اس کا یہ تحقیقی کام اس کے شاگرد فریڈرک شوالی Friedrich Zacharias Schwally (۱۸۶۳ـ۱۸۱۹ء) کے تعاون سے ۱۸۶۰ء میں پہلی مرتبہ جرمن زبان میں شائع ہوا' جبکہ اس کا اصل مقالہ لاطینی زبان میں تھا' جو بعدازاں The History of the Text of the Quran کے نام سے انگریزی میں بھی شائع ہوا۔ یہ کتاب تین جلدوں میں شائع ہوئی۔ پہلی جلد ۱۹۰۹ء اور دوسری ۱۹۱۹ء میں شائع ہوئی جنہیں شوالی نے ایڈٹ کیا۔ جبکہ تیسری جلد ۱۹۳۸ء میں شائع ہوئی اور شروع میں تو اسے برگ ٹریسر (Gotthelf Bergstrasser) ایڈٹ کرتا رہا' جبکہ اس کی وفات کے بعد اوٹو بارٹس (Otto Bartus) نے ایڈٹ کیا۔(۱)

علاوہ ازیں قرآن مجید سے متعلق اس کے خیالات ۱۸۹۱ء میں انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا میں The Quran کے نام سے ایک آرٹیکل کی صورت میں زیادہ مرتب صورت میں شائع ہوئے۔ ''نولڈکے'' کو جرمن مستشرقین کا 'شیخ' کہا جاتا ہے۔ وہ یونیورسٹی آف سٹراسبرگ' فرانس میں مشرقی علوم کا استاذ رہا ہے۔ اسے یونانی علوم وفنون کے علاوہ عبرانی' سریانی اور عربی زبان میں بھی خاصا درک حاصل تھا۔(۲) تاریخ نصِ قرآن (The History of the Text of the Quran) مستشرقین کی نظر میں علومِ قرآن پر ایک مصدر کی حیثیت رکھتی ہے۔

نولڈکے کی تحریر پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ وہ منتشر خیالی اور غیر ضروری طوالت کے دوستونوں پر قائم ہے۔(۳) ہمارے خیال میں اصل مسئلہ منتشر خیالی ہے جو غیر ضروری طوالت کا باعث بنا ہے۔ ایک عام سے اعتراض کو اس قدر تمہید اور طوالت کے ساتھ بیان کرے گا کہ قاری سوچتا رہ جاتا ہے کہ اس نے ان دس صفحات میں بیان کیا کیا ہے۔ اسی غیر ضروری طوالت کا نتیجہ ہے کہ اس کا تحقیقی کام تین جلدوں میں مرتب ہوا۔ اور غالباً یہ اس کی منتشر خیالی کا ہی کمال تھا کہ اس کے شاگردوں کو اس کے تحقیقی کام کو ایڈٹ کر کے شائع کرنے میں تقریباً چالیس سال لگ گئے۔

نولڈکے کا خیال ہے کہ قرآن محمد (ﷺ) کی ذاتی تصنیف ہے اور وحی آپؐ سے ایک بے قابو ہیجانی حالت میں صادر ہوتی ہے' جسے وہ uncontrollable excitement کا نام دیتا ہے۔ وحی محمد ﷺ کی اپنی ذات یا نفس سے صادر ہوتی ہے اور آسمانوں یا خدا کی طرف نازل شدہ نہیں تھی' اس کی دلیل کے بارے میں اس کی تحقیق کا خلاصہ یہ ہے کہ محمد ﷺ نڈر اور بے باک طبیعت کے حامل ایک وژنری (اپنے بارے میں بہت زیادہ خواب دیکھنے والے) انسان تھے۔ علاوہ ازیں غارِ حرا کی زاہدانہ ریاضتوں نے ان کے دماغ کو جلا بخش دی تھی اور اس پر مستزاد یہ کہ ان کے منکرین کی مخالفت نے ان میں ایک چڑ کی کیفیت پیدا کر دی۔ یہودیت اور عیسائیت کے بارے میں بنیادی معلومات سے آپ پہلے ہی سے آگاہ تھے اور وحی' جبرائیل' کتاب وغیرہ کے تصورات سے آپؐ ناواقف نہ تھے۔(۴) ان سارے حالات میں آپؐ سے وحی ایسے صادر ہوتی تھی جیسا کہ ایک شاعر کے

سینے سے شعر نکلتا ہے۔ اگرچہ شاعر اپنے شعر کو اپنی تخلیق سمجھتا ہے' لیکن محمدﷺ اپنی ذات سے صادر ہونے والے کلام کا صحیح تجزیہ نہ کر پائے اور جو کلام ان سے حالات کے تقاضوں کے تحت صادر ہوا تھا اسے زاہدانہ طبیعت اور سابقہ ادیان کے تصوراتِ وحی کے باعث آسمان سے خدا کی طرف سے نازل شدہ وحی سمجھ بیٹھے۔ اس کے شائع شدہ تحقیقی مقالہ کی تین جلدوں میں سے پہلی جلد کا موضوع یہی ہے' یعنی وحی کی نوعیت اور حیثیت کا تعین۔ علاوہ ازیں اس جلد میں اس نے قرآن کریم کی مکی اور مدنی سورتوں کے اسلوبِ بیان کو بھی موضوعِ بحث بنایا ہے۔ اس کا کہنا یہ ہے کہ مکی سورتوں کا اسلوبِ کلام شاعرانہ ہے جبکہ مدنی سورتیں طویل نثر کے اسلوب پر ہیں۔ مکی سورتوں کو اس نے مزید تین ادوار یعنی ابتدائی' وسطی اور آخری دور میں تقسیم کیا ہے۔ اس اعتبار سے اس نے قرآنی سورتوں کو چار حصوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ دوسری جلد دورِ نبوی' خلافت ابوبکر صدیق اور خلافت عثمان میں قرآن مجید کی جمع و تدوین کے بارے میں شکوک وشبہات سے بحث کرتی ہے۔ اس کا کہنا یہ ہے کہ جمع عثمانی مکمل وحی پر مشتمل نہیں ہے بلکہ اس میں وحی کا ایک حصہ شامل ہونے سے رہ گیا ہے۔(۵) اس میں اس نے قرآن مجید کے بارے میں اہل تشیع اور عیسائیوں کا موقف بھی بیان کیا ہے۔ تیسری جلد قراءات میں اور رسمِ قرآنی کے بارے میں اعتراضات پر مشتمل ہے۔ اس کے خیال میں رسمِ عثمانی میں بہت سی غلطیاں موجود ہیں۔

قرآنی نصوص میں اور اس کے علاوہ بھی کثرت سے ہمیں ایسے صریح دلائل ملتے ہیں جو نولڈکے کے اس نظریے کو باطل قرار دیتے ہیں کہ وحی کا باعث اللہ کے رسولﷺ کی انفعالی کیفیات تھیں۔ اگر وحی کا مصدر و ماخذ اللہ کے رسولﷺ کی ذات ہی ہوتی تو جب منافقین نے اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ پر تہمت لگائی تو آپؐ کی شدید خواہش تھی کہ کسی طرح اپنی زوجہ محترمہ کو اس الزام سے فوری طور بَری قرار دے دیں' لیکن معاملہ آپؐ کے ہاتھ میں نہیں تھا' لہٰذا براءت کی آیات کے نزول میں تقریباً ایک ماہ لگا اور اس وقت تک کے لیے آپؐ کو منافقین کی طرف سے اپنی زوجہ محترمہ سمیت شدید ذہنی کوفت برداشت کرنی پڑی۔ اسی طرح مشرکین نے جب آپؐ سے اصحاب کہف' ذوالقرنین اور روح کی حقیقت کے بارے میں سوال کیا تو آپ انہیں وقت پر جواب نہ دے پائے جس وجہ سے مشرکین نے آپ کے دعوائے رسالت کو طعن وتشنیع کا موضوع بنایا۔ اس معاملے میں بھی اگر وحی آپ کے اختیار میں ہوتی تو فوراً جواب سامنے آ جاتا۔ اسی طرح حضرت جبرائیل بعض اوقات آپﷺ کے پاس انسانی شکل میں بھی آتے تھے' جیسا کہ حدیث جبرائیل میں ہے' اور آپؐ کو کبھی بھی یہ وہم نہ ہوا کہ آپ نے جبرائیل کی جگہ کسی دوسرے صحابی کو جبرائیل سمجھ لیا ہو۔ یہ تمام قرائن اور شہادتیں واضح کرتی ہیں کہ وحی کا مصدر آپﷺ کے خارج میں تھا نہ کہ آپ کی ذات میں' اور یہ خارج میں بھی وہاں جہاں آپ کا اختیار نہیں تھا' یعنی آسمان سے۔(۶)

علاوہ ازیں قرآن مجید میں بہت سی ایسی آیات ہیں جن کے معانی آخری درجے میں یہ صراحت کر رہے ہیں کہ یہ محمدﷺ کا کلام نہیں ہوسکتا۔ سورۃ الاحزاب میں ارشاد ہے:

﴿وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَیْهِ اَمْسِكْ عَلَیْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِیْ فِیْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِیْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ ۚ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰهُ ؕ﴾ (۷)

’’(اے نبی ﷺ!) یاد کریں جب آپ اس شخص کو جس پر اللہ نے انعام کیا اور آپ نے بھی (یعنی زید رضی اللہ عنہ) کہہ رہے تھے کہ اپنی بیوی کو روکے رکھ (یعنی اسے طلاق نہ دے) اور اللہ سے ڈر اور آپ اپنے ذات میں وہ کچھ چھپا رہے تھے کہ جسے اللہ تعالیٰ ظاہر کرنا چاہ رہا تھا' اور آپ لوگوں سے ڈر رہے تھے' حالانکہ اللہ تعالیٰ اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ آپ اس سے ڈریں۔‘‘

یہ آیت مبارکہ آپ ﷺ کے منہ بولے بیٹے حضرت زید بن حارثہ اور ان کی اہلیہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔(۸) حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا آپؐ کی پھوپھی زاد بہن تھیں اور آپ ﷺ کے ایماء پر ہی انہوں نے حضرت زیدؓ سے شادی کی تھی۔ جب حضرت زیدؓ نے آپؐ کو بتلایا کہ وہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے عدمِ توافق کی وجہ سے انہیں طلاق دینے کا ارادہ رکھتے ہیں تو آپ ﷺ نے انہیں طلاق دینے سے روک دیا۔ اگرچہ آپ کے ذہن میں یہ تھا کہ اگر زیدؓ نے زینبؓ کو طلاق دے دی تو آپ زینبؓ سے نکاح کرنا چاہیں گے۔ لیکن یہ خواہش ایسی تھی جس کا اظہار معاشرتی دباؤ کے سبب ممکن نہ تھا' کیونکہ دورِ جاہلیت کا یہ رواج تھا کہ منہ بولے بیٹے کو حقیقی بیٹے کی طرح سمجھتے ہوئے اس کی مطلقہ سے شادی کو جائز نہیں سمجھا جاتا تھا۔ اس پر قرآن مجید نے یہ تبصرہ کیا کہ آپ معاشرتی جبر کے سبب جس خواہش کو چھپانا چاہتے ہیں' اللہ تعالیٰ اسے ظاہر کرنے والے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے اگر قرآن مجید میں سے کچھ چھپانا ہوتا تو یہ آیت ضرور چھپا لیتے۔(۹) یہ آیت مبارکہ واضح کرتی ہے کہ وحی کا منبع آپؐ کی داخلی کیفیت نہیں تھی۔

جہاں تک سورتوں کو ترتیب نزولی کے اعتبار سے جمع کرنے کی کوشش کی بات ہے تو یہ کام نولڈکے کے علاوہ' بلاشیر اور رچرڈ بیل وغیرہ نے بھی کیا ہے اور ان سب کا بھی آپس میں اختلاف ہے۔ قرآن مجید کی ترتیب نزولی میں کچھ تفسیری روایات ہمیں کتب تفسیر و حدیث میں ملتی ہیں جن کی بنیاد پر مسلمان علماء نے بھی ترتیبِ نزولی کو حاصل کرنے کی کوشش کی ہے۔ نولڈکے وغیرہ جیسے مستشرقین کا معاملہ یہ ہے کہ وہ ترتیبِ نزولی کو متعین کرنے کے لیے تفسیری روایات کی بجائے اپنے مزعومہ اصولوں کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں' جیسا کہ قرآنی نص کے تحلیلی جائزہ (analytical analysis) کے ذریعے اس کا زمانہ نزول متعین کرنا وغیرہ۔ اس طرح کے اصول یقینی طور کسی نص کے زمانہ نزول کو متعین نہیں کر سکتے' البتہ گمان یا احتمال کی حد تک کا علم حاصل ہو سکتا ہے اور اس احتمالی علم کی بنیاد پر کسی موقف کی بنیاد رکھنا درست نہیں ہے۔

ولیم کلیر تسدال William St. Clair Tisdall (۱۸۵۹ـ۱۹۲۸ء)

ولیم کلیر تسدال William St. Clair Tisdall (۱۸۵۹ـ۱۹۲۸ء) برطانوی مستشرق (orientalist) تھا جو بشمول عربی کئی ایک مشرقی زبانوں میں درک رکھتا تھا۔ وہ ایران میں قائم مشنری سوسائٹی کا چرچ آف انگلینڈ کی طرف سے سیکرٹری بھی رہا۔ اس نے فارسی' ہندی' گجراتی اور پنجابی زبانوں کی گرامر بھی مرتب کی ہے۔ قرآن مجید پر The Sources of Islam اور The Original Sources of the Islam کے نام سے دو کتابیں لکھیں۔(۱۰) پہلی کتاب ۱۹۰۱ء میں اسکاٹ لینڈ سے اور دوسری ۱۹۰۵ء میں نیویارک سے شائع ہوئی۔ جب ان کتب پر مولوی محمد علی اور امام فخر الاسلام نے تنقید کی تو اس کے جواب میں کلیر تسدال نے

A Word to the Wise, being a Brief Defense of the Sources of Islam کے نام سے بھی ایک کتاب مرتب کی جو ۱۹۱۲ء میں لکھنؤ' مدراس اور کولمبو سے شائع ہوئی۔ (۱۱)

کلیر تسدال کی کتاب The Original Sources of the Quran یعنی "قرآن کے اصلی مصادر" چھ ابواب پر مشتمل ہے' جس کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن مجید وحی الٰہی یا آسمانی کتاب نہیں ہے اور یہ کتاب دورِ جاہلیت کے عرب مذاہب' عیسائیت' یہودیت' صابیت' حنیفیت اور دین زرتشت کے اَفکار واَعمال کا ملغوبہ ہے۔

اس کتاب کا پہلا باب تعارفی ہے' اس باب میں اس نے قرآن مجید کو اللہ کے رسول ﷺ کی ذاتی تخلیق قرار دیا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ اگر ہم سورتوں کو ترتیب نزولی کے اعتبار سے جمع کریں تو ہمیں صاف نظر آتا ہے کہ قرآن مجید اور محمد ﷺ کی زندگی میں پیش آنے والے حالات وواقعات میں حد درجہ مماثلت ہے' جو اس بات کی دلیل ہے کہ محمد ﷺ ایک کامیاب زندگی کے حصول میں موقع بموقع حالات کے مطابق وحی وضع کرتے رہے (۱۲) اور اپنے متبعین کو یہ باور کراتے رہے کہ یہ آسمانوں سے خدا کی طرف سے نازل ہو رہی ہے۔

تسدال کا یہ اعتراض نہایت ہی سطحی ہے۔ قرآن مجید کی آیات کا اللہ کے رسول ﷺ کی سیرت سے متعلق ہونے کا سبب بالکل واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر اور ان کے متبعین کی رہنمائی چاہتے ہیں' لہٰذا آپؐ اور صحابہ ؓ کی جماعت کو جیسے حالات ومسائل کا سامنا تھا اس کے مطابق وحی نازل ہوتی رہی۔ یہ تو کسی کلام کا نقص شمار ہوگا کہ اس میں مستقبل کی رہنمائی تو ہو لیکن قوم کو درپیش حالیہ مسائل سے نکلنے کا کوئی رستہ تجویز نہ کیا گیا ہو۔ کیا خدا کے کلام کے بارے میں ہم ایسا سوچ بھی سکتے ہیں کہ وہ جس دور اور قوم میں نازل ہو رہا ہو اس دور اور قوم دونوں کے مسائل کو نظر انداز کر دے؟ پس قرآن مجید میں محمد ﷺ اور آپ کی جماعت کو درپیش مسائل سے مسلسل خطاب (address) کرنا اس بات کی قطعاً دلیل نہیں بن سکتا کہ یہ محمد ﷺ کی کتاب ہے۔

دوسرے باب میں تسدال نے یہ ثابت کیا ہے کہ محمد ﷺ کے دین کے مصادر (sources) میں پہلا اور اہم ترین مصدر دورِ جاہلیت کے عربوں کی رسوم ورواج اور عقائد (pagan center) ہیں۔ مثلاً محمد ﷺ نے تعددِ ازواج اور غلامی کے قوانین جاہلی عرب معاشرے سے لیے' وغیرہ۔ اس باب کا عنوان تسدال نے Ancient Influence of Arabian Beliefs and Practices رکھا ہے۔ (۱۳) قرآن مجید میں بعض ایسے عقائد' شعائر اور عادات موجود ہیں جو جاہلی معاشرے میں نمایاں تھیں' مثلاً جنّات اور فرشتوں کے وجود پر ایمان' طواف وسعی اور وقوفِ منیٰ ومزدلفہ کے شعائر' نکاح وختنہ کی عادت وغیرہ۔

یہ اعتراض بھی انتہائی سطحی نوعیت کا ہے' کیونکہ یہ امر واضح ہے کہ اہل عرب دین ابراہیمی پر تھے اور اس کے دعوے دار بھی تھے' لیکن وقت کے ساتھ انہوں نے بھی یہود ونصاریٰ کی طرح اپنے دین میں تحریف کر لی تھی اور دین توحید میں بت پرستی وغیرہ کو رواج دے دیا تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے دورِ جاہلیت کی جن مذہبی رسوم کو شریعتِ اسلامیہ میں برقرار رکھا تو وہ دین ابراہیمی ہی کی باقیات تھیں' جیسا کہ حج کے اکثر وبیشتر شعائر ہیں۔ عمرو بن لحی وہ پہلا شخص ہے جس نے اہل مکہ میں بت پرستی کو رواج دیا۔ (۱۴)

جہاں تک تعددِ ازواج کا معاملہ ہے تو یہ کسی بھی سماوی دین میں ممنوع نہیں رہا ہے' جیسا کہ ہم جانتے ہیں

کہ جلیل القدر انبیاء حضرات ابراہیمؑ اسماعیل اور یعقوب علیہم السلام نے ایک سے زائد شادیاں کی تھیں۔ اور غلامی کا آغاز اسلام سے نہیں ہوا' البتہ دورِ جاہلیت میں یہ رسم موجود تھی اور اسلام نے اسے حکمت کے ساتھ ختم کیا ہے نہ کہ رواج دیا ہے۔

تیسرے باب میں تسدال نے اپنے تئیں یہ ثابت کیا ہے کہ دین اسلام اور قرآن مجید کا دوسرا بڑا مصدر یہودی اور صابی افکار و اعمال ہیں۔ اس نے تیسرے باب کا عنوان Influence of Sabian and Jewish Ideas and Practices رکھا ہے۔(۱۵) تسدال کا دعویٰ یہ ہے کہ محمد ﷺ نے ایمان' جنّت' جہنّم' فرشتوں' شیاطین' توبہ اور جبرائیل وغیرہ کے تصورات یہودیت سے لیے ہیں تاکہ وہ ایک نیا دین مدوّن کر سکیں۔(۱۶) اس کا کہنا ہے کہ یہود عرب معاشرے میں عام تھے' لہٰذا محمد ﷺ ان کے عقائد و نظریات اور مذہب سے اچھی طرح واقف تھے۔ محمد ﷺ نے یہود میں اپنے نئے مذہب کے لیے قبولیت (acceptance) پیدا کرنے کے لیے ان کے دین سے کئی ایک چیزیں اپنی کتاب میں شامل کیں۔

چوتھے باب میں تسدال نے عیسائیت اور عیسائی لٹریچر کو قرآن مجید کا ایک مصدر قرار دیا ہے۔ اس نے اس باب کا عنوان Influence of Christianity and Christian Apocryphal Books رکھا ہے۔ اس باب میں اس نے کہا ہے کہ اگرچہ عیسائی اس طرح سے عرب میں آباد نہیں تھے جیسے کہ یہود' لیکن محمد ﷺ نے شام کے سفر تجارت کے دوران' مختلف مواقع پر عیسائی راہبوں مثلاً ورقہ بن نوفل وغیرہ سے ملاقات کے ذریعے اور نجران کے بشپ قُس بن ساعدہ کے عکاظ کے میلہ میں خطابات سن کر دین عیسائیت کے عقائد و تعلیمات کے بارے میں بہت کچھ واقفیت حاصل کر لی تھی جسے انہوں نے بعد ازاں اپنی کتاب قرآن مجید میں شامل کیا۔(۱۷)

جہاں تک یہود کا تعلق ہے تو مکہ میں کوئی یہود آباد نہیں تھے' اگرچہ مدینہ میں تھے اور یہود سے آپ کی ملاقات مدینہ جا کر ہی ہوئی' جبکہ قرآن مجید کے نزول کو شروع ہوئے تیرہ برس گزر چکے تھے اور قرآن مجید کا دو تہائی حصہ نازل ہو چکا تھا۔ اسی طرح مکہ یا اس کے گرد و نواح میں عثمان بن حویرث اور ورقہ بن نوفل کے علاوہ کوئی عیسائی نہیں تھا۔ عثمان بن حویرث تو نبوت سے تین سال پہلے ہی شام چلا گیا اور وہاں جا کر ہی اس نے عیسائیت قبول کی اور قیصر کے ہاں مقام و مرتبہ حاصل کیا۔(۱۸) اور ورقہ بن نوفل سے آپ ﷺ کی پہلی ملاقات پہلی وحی کے نزول کے بعد حضرت خدیجہ ؓ کے ذریعے ہوئی جن کے وہ چچازاد بھائی تھے۔ ورقہ بن نوفل نے آپ سے ملاقات کے دوران ایسی کوئی بات نہیں کی کہ محمد ﷺ میرے شاگرد ہیں۔ اس ملاقات میں جو مکالمہ ہوا ہے اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ یہ محمد ﷺ سے ورقہ کی پہلی ملاقات تھی۔ اور اسی ملاقات کے دوران ورقہ آپ ﷺ کو کیا متاثر کرتے وہ تو آپؐ سے متاثر ہو گئے اور آپ ﷺ کو اللہ کا نبی قرار دینے لگے اور آپ کی مدد کی شدید خواہش کا بھی اظہار کرنے لگے۔ ایک روایت کے الفاظ ہیں:

فَقَالَ لَهُ وَرَقَةُ: يَا ابْنَ أَخِيْ مَاذَا تَرٰى؟ فَأَخْبَرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَبَرَ مَا رَاٰى۔ فَقَالَ لَهُ وَرَقَةُ: هٰذَا النَّامُوْسُ الَّذِيْ نَزَّلَ اللّٰهُ عَلٰى مُوْسٰى (۱۹)

''ورقہ نے آپؐ سے کہا: اے میرے بھتیجے! آپ نے کیا دیکھا ہے؟ تو اللہ کے رسول ﷺ نے انہیں خبر دی

کہ آپؐ نے کیا دیکھا۔ اس پر ورقہ بن نوفل نے کہا: یہ تو وہی ناموس (فرشتہ) ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمایا۔''

نبوت سے پہلے اللہ کے رسول ﷺ نے مکہ سے باہر دو سفر کیے ہیں اور دونوں شام کی طرف تجارت کی غرض سے تھے۔ ایک تو لڑکپن کی عمر میں تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ کی عمر اس وقت بارہ سال تھی جب شام کی طرف پہلے سفر کے دوران آپ ﷺ کی ملاقات ایک عیسائی راہب بحیرہ سے ہوئی اور یہ بھی مختصر وقت کے لیے تھی اور اس نے آپ ﷺ کی نبوت کی گواہی بھی دی۔ پس وہ آپ ﷺ کو کیا متاثر کرتا وہ تو آپؐ سے اثر قبول کر رہا تھا۔ اس نے آپ ﷺ کے دونوں کندھوں کے مابین مہر نبوت کی تصدیق بھی کی۔(۲۰) دوسرا تجارتی سفر آپ ﷺ نے پچیس سال کی عمر میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی خواہش پر کیا۔(۲۱) جبکہ نبوت کا دعویٰ آپ ﷺ نے اس سے پندرہ سال بعد چالیس برس کی عمر میں کیا۔ یہاں مستشرقین اپنا نظریہ احتمال (Theory of Probability) استعمال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس سفر شام میں آپ کی بہت سے عیسائی راہبوں سے ملاقات ہوئی ہوگی اور آپ نے ان سے عیسائیت کے بارے میں بہت کچھ سیکھا ہوگا' وغیرہ۔ کتب سیرت میں ہمیں صرف اتنی تفصیل ملتی ہے کہ اس سفر کے دوران حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ایک غلام میسرہ آپ کے ساتھ تھا اور راستے میں ایک درخت کے نیچے پڑاؤ کے دوران ایک راہب نے غلام میسرہ سے آپ ﷺ کے بارے میں سوال کیا تو غلام نے بتلایا کہ آپؐ ایک قریشی نوجوان ہیں اور اہل حرم میں سے ہیں تو اس راہب نے آپ ﷺ کے نبی ہونے کی بشارت دی۔(۲۲)

پانچویں باب میں تسدال نے یہ ثابت کیا ہے کہ ایرانی زرتشتی مذہب کے بھی بعض عناصر قرآن مجید میں ملتے ہیں۔ اس نے اس باب کا عنوان Zoroastrian Elements in the Qur'an and Traditions of Islam رکھا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ مذہب زرتشت میں ایسی کہانیاں مشہور ہیں کہ ان کے نبی زرتشت نے آسمانوں کا سفر کیا' جنت اور مقدس درخت کا نظارہ کیا اور بعد ازاں اس کے احوال بھی بیان کیے۔ اور غالب امکان یہی ہے کہ پیغمبر اسلام نے پارسی مذہب کی انہی کہانیوں سے اپنے لیے سفر معراج کا تصور وضع (develop) کیا تھا۔(۲۳)

اگر ہم تسدال کی عبارت پر غور کریں تو یہاں بھی اس نے نظریہ احتمال ہی بطور دلیل نقل کیا ہے کہ اہل عرب ایرانی مذہب کی معروف کہانیوں اور تصورات سے واقف ہوں گے اور یہی واقفیت اللہ کے رسول ﷺ کی زرتشتی مذہب سے استفادہ کی بنیاد بنی ہوگی۔ تسدال نے اپنی عبارت میں probability کا لفظ بھی استعمال کیا ہے۔(۲۴)

اس کتاب کے چھٹے باب کا موضوع یہ ہے کہ قرآن مجید کے مصادر میں سے ایک اہم مصدر عرب کے حنفاء اور ان کے افکار بھی ہیں۔ حنفاء' حنیف کی جمع ہے اور یہ وہ لوگ تھے جو دور جاہلیت میں بھی توحید پر قائم تھے۔ تسدال نے اس باب کا عنوان The Hanifs and their Influence upon Nascent Islam قائم کیا ہے۔ اس کا کہنا یہ ہے کہ دین حنیفیت کے جتنے بنیادی اصول وضوابط ہیں' مثلاً وحدانیت کا اقرار' بُت پرستی کا انکار' جنت وجہنم پر ایمان' بچیوں کو زندہ درگور کرنے کی مذمت' اللہ کے صفاتی ناموں رب' رحمان اور غفور وغیرہ کا استعمال' یہ سب ہمیں قرآن مجید میں نظر آتے ہیں۔(۲۵) تسدال کا کہنا یہ بھی ہے کہ حنفاء کی ایک جماعت آپ ﷺ کے خاندان سے تعلق رکھتی تھی لہٰذا ان کے افکار کا آپ پر اثر چھوڑنا ایک فطری امر تھا' مثلاً عثمان بن

حویرث اور ورقہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے کزن تھے اور عبید اللہ آپ کی پھوپھی کے بیٹے تھے۔(۲۶)
عثمان بن حویرث کے بارے میں ہم ابن ہشام رحمہ اللہ کا یہ بیان نقل کر چکے ہیں کہ وہ نبوت سے تین سال پہلے شام منتقل ہو گیا تھا اور اس نے عیسائیت قبول کر لی تھی۔ اللہ کے رسول ﷺ پر اس کے اثرات کے بارے میں کوئی دلیل موجود نہیں ہے سوائے نظریہ احتمال کے‘ اور ورقہ بن نوفل نے بھی عیسائیت قبول کر لی تھی۔ محمد ﷺ کے اعلانِ نبوت کے وقت نابینا اور انتہائی بوڑھے تھے۔ اللہ کے رسول ﷺ کی پہلی دفعہ ان سے ملاقات پہلی وحی کے نزول کے بعد ہوئی‘ جیسا کہ ہم پیچھے نقل کر چکے ہیں۔
اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہودیت‘ عیسائیت‘ دینِ ابراہیمی اور دینِ محمدی ﷺ میں بہت سی تعلیمات مشترک ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کا مصدر ایک ہے‘ یعنی وحی الٰہی۔ اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے:
((وَالْاَنْبِیَاءُ اِخْوَۃٌ لِعَلَّاتٍ ، اُمَّھَاتُھُمْ شَتّٰی وَدِیْنُھُمْ وَاحِدٌ)) (۲۷)
”انبیاء علاتی (باپ شریک) بھائی ہیں۔ ان کی مائیں (شریعتیں) جدا ہیں جبکہ ان کا (باپ) دین ایک ہے۔“

رچرڈ بیل Richard Bell (۱۸۷۶۔۱۹۵۲ء)

رچرڈ بیل Richard Bell (۱۸۷۶۔۱۹۵۲ء) ایک برطانوی مستشرق تھا۔ ۱۹۳۷ء سے ۱۹۳۹ء کے مابین اس نے قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ The Quran: Translated with a Critical Rearragnement of the Surahs شائع کیا۔ اور ۱۹۵۳ء میں اپنا مشہور مقدمہ Introduction to the Quran شائع کیا جو ۱۹۷۰ء میں منٹگمری واٹ Montgomery Watt (۱۹۰۹۔۲۰۰۶ء) کی نظر ثانی کے ساتھ دوبارہ شائع ہوا۔ اس کی ایک اور معروف کتاب The Origin of Islam in its Christian Enviorment کے نام سے بھی ہے جو ۱۹۲۵ء میں شائع ہوئی۔ یہ تینوں کتابیں ایڈنبرگ یونیورسٹی پریس نے شائع کی ہیں۔ رچرڈ بیل‘ یونیورسٹی آف ایڈنبرگ‘ برطانیہ میں عربی زبان کا استاذ رہا ہے۔(۲۸)
رچرڈ بیل نے اپنے مقدمہ کو دس فصول میں تقسیم کیا ہے۔ پہلی فصل میں اس نے اللہ کے رسول ﷺ کے زمانے کے احوال ونظریات کو بیان کیا ہے۔ اس میں اس نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ قرآنی اسلوبِ کلام یہودیت‘ عیسائیت‘ حنیفیت‘ زرتشتی مذہب سے متاثر ہے۔(۲۹) اس اعتراض کا جواب کلیر تسدال کے بیان میں گزر چکا ہے۔ دوسری فصل نزول وجمع قرآن کے بارے میں ہے۔ اس فصل میں اس نے قرآن مجید میں کمی بیشی کا دعویٰ کیا ہے اور دلیل کے طور قراءاتِ متواترہ اور شاذہ کو بیان کیا ہے۔ ان قراءات کے بیان سے وہ یہ ثابت کرتا ہے کہ یہ آپس میں مصاحفِ قرآنیہ کا اختلاف تھا۔(۳۰) اس اعتراض کا بیان آرتھر جیفری کے بیان میں نقل ہو گا کیونکہ اس کا یہ تخصص (specialization) تھا۔ تیسری فصل قرآن مجید کی پاروں‘ احزاب‘ سورتوں میں تقسیم کے بارے میں ہے۔ اس تقسیم کے بارے میں اس کا کہنا ہے کہ یہ تلاوت کی غرض سے تھی۔ اسی فصل میں اس نے معوذتین کے بارے میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا موقف بیان کیا ہے کہ وہ انہیں قرآن مجید کا حصہ نہیں مانتے تھے۔(۳۱)
چوتھی فصل میں رچرڈ بیل نے اسلوبِ قرآن کو موضوعِ بحث بنایا ہے اور اس کا کہنا یہ ہے کہ قرآنی اسلوب

کلام کاہنوں کے اسلوب کلام 'سجع' پر قائم ہے۔(۳۲) اس اعتراض کا جواب ہم آگے چل کر نقل کریں گے۔ پانچویں فصل میں اس نے سورتوں کو موضوع بحث بنایا ہے اور قصر وطول' عبارتوں کی تکرار اور نحو قرآنی پر گفتگو کی ہے۔ بعض مقامات پر وہ قرآن مجید کی کچھ عبارتوں میں اضافے بھی تجویز کرتا ہے کیونکہ اس کے بقول وہ عبارات نامکمل ہیں اور یہ اضافے ان کی تکمیل کا باعث ہیں۔(۳۳) چھٹی فصل میں رچرڈ بیل نے قرآن مجید کی ترتیب نزولی پر گفتگو کی ہے' جبکہ ساتویں فصل قرآن مجید کی بعض مخصوص آیات کے معانی و مفاہیم کی وضاحت پر مبنی ہے۔ یہاں اس نے بعض مقامات پر قرآن مجید میں انجیل سے استفادہ کی علامات دکھانے کی کوشش کی ہے۔(۳۴)

آٹھویں فصل کا مبحث قرآن مجید کے موضوعات اور ان کے مصادر ہیں' جس میں اس نے قرآن مجید کے تصورِ توحید' اسماء وصفات کے مصادر متعین کرنے کی کوشش کی ہے۔(۳۵) نویں فصل قرآنی قصص اور ان کے یہودیت وعیسائیت سے ماخوذ ہونے کے بارے میں ہے' جبکہ دسویں فصل شریعت اسلامیہ مثلاً نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ' سود' شراب اور جوا وغیرہ کے بارے میں ہے۔(۳۶) رچرڈ بیل کے اعتراضات کو ہم منٹگمری واٹ کے بیان میں موضوع بحث بنائیں گے' کیونکہ بیل کی یہ کتاب منٹگمری واٹ کی نظر ثانی اور اضافوں کے ساتھ شائع ہوئی ہے۔

آرتھر جیفری Arthur Jeffery (۱۸۹۲۔۱۹۵۹ء)

آرتھر جیفری Arthur Jeffery (۱۸۹۲۔۱۹۵۹ء) کینیڈین نژاد آسٹریلین مستشرق تھا۔ کولمبیا یونیورسٹی' نیویارک میں سامی زبانوں (Semetic Languages) کا پروفیسر رہا ہے۔ مشرق وسطیٰ کے اسلامی مخطوطات (manuscripts) کو اس نے اپنی تحقیقات کا موضوع بنایا۔ قرآن مجید پر بھی اس کا کافی کام ہے جن میں Materials for the History of the Text of the Quran اور The Foreign Vocabulary of the Quran اہم کتب ہیں۔ علاوہ ازیں تحقیقات میں The The Textual History of the Qur'an, Mystic Letters of the Koran, A Variant Text of the Fatiha اور The Orthography of the Samarqand Codex مقالہ جات اہم ہیں۔(۳۷)

ان کتابوں میں جیفری کی معروف ترین کتاب Materials for the History of the Text of the Qur'an ہے جو ابن ابی داؤد رحمہ اللہ کی کتاب 'کتاب المصاحف' کو بنیاد بنا کر لکھی گئی ہے۔ آرتھر جیفری کی تمام کتابوں اور مقالہ جات کا مرکزی خیال تقریباً ایک ہی ہے اور وہ یہ کہ بائبل کی طرح قرآن مجید بھی کوئی مستند مذہبی کتاب نہیں ہے۔ آرتھر جیفری نے ابن ابی داؤد کی کتاب 'کتاب المصاحف' کو ایڈٹ کر کے شائع کیا ہے۔ اس کتاب کے شروع میں اس نے اپنے عربی مقدمے میں قرآن کے بارے میں کئی ایک فرسودہ خیالات و نظریات کا اظہار کیا ہے۔ آرتھر جیفری کی تحقیق سے مزین 'کتاب المصاحف' ۱۹۳۷ء میں پہلی بار شائع ہوئی۔ اس اشاعت کے شروع میں اس نے اپنی کتاب Materials کو بھی شائع کیا۔ یہ کتاب ۶۰۹ صفحات پر مشتمل ہے۔ بعد ازاں ۱۹۶۰ء' ۱۹۶۳ء اور ۱۹۷۵ء میں بھی یہ کتاب شائع ہوئی ہے۔

آرتھر جیفری کا کہنا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کے زمانے میں قرآن تحریری شکل میں موجود نہیں تھا(۳۸) اور اپنے اس موقف کی بنیاد اس نے ایک روایت کو بنایا ہے جس کے الفاظ ہیں:

قبض رسول اللہ ﷺ ولم یکن القرآن جمع فی شیء(۳۹)

''اللہ کے رسول ﷺ کی وفات اس حال میں ہوئی کہ قرآن مجید کسی چیز میں جمع نہیں کیا گیا تھا۔''

اس روایت میں قرآن مجید کے ایک جگہ جمع ہونے کا مسئلہ زیر بحث ہے نہ کہ کتابت کا' لہٰذا آرتھر جیفری کا استدلال درست نہیں ہے۔ اور یہ بات درست ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کے زمانہ میں قرآن مجید ایک کتاب کی صورت میں بین الدَّفتین جمع نہیں کیا گیا بلکہ متفرق اجزاء کی صورت میں لکھا ہوا موجود تھا۔ صحیح روایات سے یہ بات ثابت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کی زندگی میں قرآن مجید لکھا کرتے تھے۔ ایک روایت کے الفاظ ہیں کہ حضرت قتادہ رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سوال کیا:

مَنْ جَمَعَ الْقُرْآنَ عَلٰی عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ؟ قَالَ: اَرْبَعَةٌ 'كُلُّهُمْ مِنَ الْاَنْصَارِ: اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَاَبُوْ زَيْدٍ (۴۰)

''اللہ کے رسول ﷺ کے زمانہ میں کس نے قرآن مجید جمع کیا؟ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: چار لوگوں نے' اور وہ چاروں انصاری ہیں: اُبی بن کعب' معاذ بن جبل' زید بن ثابت اور ابوزید (رضی اللہ عنہم)۔''

آرتھر جیفری کا کہنا یہ بھی ہے کہ مستشرقین کی تحقیق کے مطابق اللہ کے رسول ﷺ پڑھنا لکھنا جانتے تھے' جیسا کہ رچرڈ بیل اور ٹوری Charles Cutler Torrey (۱۸۶۳-۱۹۵۶ء) دونوں نے یہ بات کی ہے۔ اس بنیاد پر آرتھر جیفری نے لکھا ہے کہ مغربی اسکالرز کی تحقیق کی روشنی میں یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آپ مسلمانوں کے لیے اپنی زندگی کے آخری حصے میں ایک کتاب مرتب کر رہے تھے۔(۴۱)

میکسم روڈنسن Maxime Rodinson (۱۹۱۵-۲۰۰۴ء) اور منٹگمری واٹ کا بھی یہ دعویٰ ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ پڑھنا لکھنا جانتے تھے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ آپ ایک تاجر تھے اور تجارت کے پیش نظر آپ کو حساب کتاب کے لیے لکھنے پڑھنے کی ضرورت تھی لہٰذا آپ پڑھے لکھے تھے۔ قرآن مجید میں آپ ﷺ کے لیے 'اُمی' کا جو لفظ استعمال ہوا تو منٹگمری واٹ کے نزدیک اس سے مراد 'غیر یہودی' ہے نہ کہ ان پڑھ۔(۴۲)

یہ بات درست نہیں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ پڑھنا لکھنا جانتے تھے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ﴾ (۴۳)

''اور آپ اس سے پہلے کوئی کتاب نہ پڑھتے تھے اور نہ ہی اپنے داہنے ہاتھ سے لکھتے تھے۔ اگر ایسا ہوتا تو قرآن کو باطل قرار دینے والے ضرور شک میں پڑ جاتے (یعنی تب تو انہیں شک کرنے کی گنجائش تھی)۔''

اگر تو اللہ کے رسول ﷺ لکھنا جانتے ہوتے تو مشرکین مکہ اس آیت کو سنتے ہی شور مچا دیتے۔ اس آیت کی قرآن مجید میں موجودگی اس بات کا بین ثبوت ہے کہ آپ ﷺ پڑھنا لکھنا نہیں جانتے تھے۔

آرتھر جیفری کا کہنا یہ بھی ہے چونکہ اللہ کے رسول ﷺ کے زمانہ میں قرآن مجید تحریری صورت میں موجود نہیں تھا لہٰذا اس میں کمی بیشی کے تمام امکانات موجود تھے' لیکن جب آپ ﷺ کی وفات ہو گئی تو اب یہ امکانات ختم ہو گئے۔(۴۴) اس اعتراض کا جواب ہم پہلے ہی نقل کر چکے ہیں کہ یہ دعویٰ ہی درست نہیں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کے زمانے میں قرآن مجید تحریری صورت میں موجود نہیں تھا۔

حضرت ابوبکرؓ کے زمانے میں جمع قرآن کے کام کے بارے میں آرتھر جیفری کا خیال یہ ہے کہ یہ ایک ذاتی جمع تھی نہ کہ سرکاری۔ اس کے گمان میں سرکاری سطح پر قرآن کی جمع کا کام حضرت عثمانؓ کے دور میں شروع ہوا۔ آرتھر جیفری نے اس خیال کا بھی اظہار کیا ہے کہ بعض اسکالرز کی تحقیق کے مطابق حضرت زید بن ثابتؓ نے جمع قرآن کا کام صرف حضرت عثمانؓ کے لیے کیا تھا' لیکن چونکہ حضرت عثمانؓ کی شخصیت متنازع تھی لہٰذا بعض صحابہؓ نے جمع قرآن کے کام کی نسبت حضرت ابوبکرؓ کی طرف کرنے کے لیے کچھ ایسی روایات وضع کر لیں جن کے مطابق حضرت زید بن ثابتؓ کو حضرت ابوبکرؓ کے زمانے میں جمع قرآن پر مامور کیا گیا تھا۔(۴۵)

حضرت ابوبکرؓ کی جمع قرآن کو ذاتی جمع قرار دینا قطعاً غلط ہے۔ متفق علیہ روایات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یہ جمع سرکاری تھی۔ حضرت عمرؓ کی خواہش پر حضرت ابوبکرؓ نے حضرت زید بن ثابتؓ ایک جگہ قرآن جمع کرنے کا حکم دیا تھا۔(۴۶) آرتھر جیفری نے اپنی کتاب Material میں کتاب المصاحف کے اس حصے کو بنیاد بنایا ہے کہ جس میں مختلف صحابہؓ اور تابعینؒ کے مصاحف کا تذکرہ ہے۔ اس کا کہنا یہ ہے کہ صحابہ اور تابعین کے زمانے میں مسلمانوں کا کسی ایک قرآن پر اتفاق نہ تھا' بلکہ ان میں سے اکثر کے پاس اپنا ذاتی مصحف تھا اور یہ ذاتی مصحف ایک ایسے قرآن پر مشتمل تھا جو دوسرے کے پاس موجود نہ تھا۔ اس کا کہنا ہے کہ ہمیں روایات و آثار سے پندرہ صحابہ اور تیرہ تابعین کے ان ذاتی مصاحف کا پتا چلتا ہے جن کی آیات مصحف عثمانی اور مروّجہ قراءات کے خلاف ہیں۔ آرتھر جیفری نے حضرت عبداللہ بن مسعود' حضرت ابی بن کعب' حضرت علیؓ' حضرت عبداللہ بن عباس' حضرت ابوموسیٰ اشعری' حضرت حفصہ' حضرت انس بن مالک' حضرت عمرؓ' حضرت زید بن ثابت' حضرت عبداللہ بن زبیر' حضرت عبداللہ بن عمرو' حضرت عائشہ' حضرت سالمؓ' حضرت ام سلمہ اور حضرت عبید بن عمیر (ؓ) تابعین میں سے حضرت اسود' حضرت علقمہ' حضرت حطان' حضرت سعید بن جبیر' حضرت طلحہ' حضرت عکرمہ' حضرت مجاہد' حضرت عطاء بن ابی رباح' حضرت ربیع بن خثیم' حضرت اعمش' حضرت جعفر صادق' حضرت صالح بن کیسان اور حضرت حارث بن سوید (ؒ) کے مصاحف کا ذکر کیا ہے۔(۴۷)

آرتھر جیفری نے اپنی کتاب Materials میں جنہیں مصاحف قرار دیا ہے وہ دراصل صحابہ کرامؓ سے مروی قراءات کی روایات ہیں اور قراءات کا اختلاف یا تنوّع اہلِ علم سے پوشیدہ نہیں ہے۔ ہم یہاں یہ بھی واضح کرتے چلیں کہ آرتھر جیفری نے کتاب المصاحف کی بنیاد پر قراءات کے جو بے شمار اختلافات نقل کیے ہیں' ان میں سے اکثر و بیشتر روایات منقطع اور ضعیف ہیں۔(۴۸) اور منقطع اور ضعیف روایت کی بنیاد پر کسی مصحف یا قراءت کی نسبت کسی صحابی کی طرف کرنا ہمارے نزدیک کوئی علمی رویہ اور اسلوب نہیں ہے۔ صحابہ و تابعین کی مذکورہ بالا جماعت میں سے دو صحابہ حضرت عبداللہ بن مسعود اور اُبی بن کعبؓ کے بارے میں روایات میں ان کے کسی ذاتی مصحف کا تذکرہ ملتا ہے۔

ابن ندیم رحمہ اللہ (متوفی ۴۳۸ھ) نے مصحف عبداللہ بن مسعودؓ کا ذکر کیا ہے اور اس کی سورتوں کی جو فہرست پیش کی ہے اس میں نو سورتیں غائب ہیں' جو سورۃ الفاتحہ' سورۃ الحجر' سورۃ الکہف' سورۃ طٰہٰ' سورۃ النمل'

سورۃ الشوریٰ‘ سورۃ الزلزال‘ سورۃ الفلق اور سورۃ الناس ہیں۔ اس روایت کے راوی فضل بن شاذان (متوفی ۲۶۰ھ) ہیں جو ایک شیعہ فقیہ اور متکلم ہیں۔ (۴۹) اس روایت کے آخر میں ہے کہ یہ کل ملا کر ۱۱۰ سورتیں ہوئیں جبکہ اس روایت میں ۱۰۵ سورتوں کے نام نقل ہوئے ہیں۔ (۵۰) علاوہ ازیں فضل بن شاذان کے حالات زندگی سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے تیسری صدی ہجری میں حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ ہی کا کوئی مصحف دیکھا اور تیسری صدی ہجری میں کسی مصحف کا مشاہدہ یہ ثابت نہیں کرتا کہ یہ عبداللہ بن مسعود ؓ ہی کا مصحف ہے۔
ابن ندیم (متوفی ۴۳۸ھ) کا کہنا یہ بھی ہے کہ میں نے اپنے زمانے چوتھی/پانچویں صدی ہجری میں کئی ایک ایسے مصاحف دیکھے ہیں جن کے بارے میں لوگوں کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ ابن مسعود ؓ کا مصحف ہے‘ لیکن ان میں سے دو مصحف بھی آپس میں نہیں ملتے۔ ان کا کہنا یہ بھی ہے کہ میں نے دو سو سال پرانا ایک مصحف دیکھا ہے جس کی نسبت ابن مسعود ؓ کی طرف کی جاتی ہے اور اس میں سورۃ الفاتحہ بھی موجود ہے۔ (۵۱)

امام سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) نے ’الاتقان‘ میں مصحف عبداللہ بن مسعود ؓ میں سورتوں کی جو تعداد نقل کی ہے اس میں سورۃ الفاتحہ اور معوذتین موجود نہیں ہیں (۵۲) جبکہ ابن ندیم نے جو مصحف دیکھا اس میں سورۃ الفاتحہ بھی موجود تھی۔ اس بحث کا خلاصہ کلام وہی ہے جو ابن ندیم نے نکالا ہے کہ ابن مسعود ؓ کے مصحف کے بارے میں مروی روایات میں سے کوئی دو روایات یا ان کی طرف منسوب مصاحف میں سے کوئی دو مصحف بھی آپس میں متفق نہیں ہیں۔ پس ابن مسعود ؓ کی طرف ان مصاحف یا روایات کی نسبت میں اضطراب ہے اور مضطرب روایت محدثین کے ہاں ’ضعیف‘ ہی کی ایک قسم ہے۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ مصحف عبداللہ بن مسعود ؓ میں وہی قراءات موجود تھیں جو ان سے سینہ بسینہ صحیح و متواتر سند کے ساتھ آج تک قراء نقل کرتے چلے آ رہے ہیں اور روایت حفص بھی انہی میں سے ایک ہے۔ ان میں سے چند ایک اسناد ماہنامہ رشد جون ۲۰۰۹ء‘ ص ۱۹۵ پر ملاحظہ کی جا سکتی ہیں۔

مصحف اُبی بن کعب ؓ کے بارے میں روایات سے یہ بات بھی ثابت ہے کہ ان کا ذاتی مصحف حضرت عثمان ؓ ضبط کر لیا تھا۔ جمع عثمانی سے قبل حضرت ابی بن کعب ؓ کا مصحف کیسا تھا یا کن سورتوں پر مشتمل تھا یا اس کا رسم الخط کیا تھا؟ اس بارے میں ہمیں کوئی مستند روایت نہیں ملتی۔ جو آثار اس مصحف کے احوال کے بارے میں مروی ہیں وہ باہم متضاد ہیں‘ لہٰذا مضطرب المتن ہونے کی وجہ سے ناقابلِ قبول اور ضعیف ہیں۔ (۵۳)

ابن ندیم نے حضرت ابی بن کعب ؓ کے مصحف میں موجود سورتوں کی ترتیب مصحف عثمانی کے برعکس نقل کی ہے۔ اس ترتیب کے مطابق ان کے مصحف میں مصحف عثمانی کے بالمقابل ۱۰ سورتیں یعنی سورۃ العنکبوت‘ سورۃ لقمان‘ سورۃ الدخان‘ سورۃ الذاریات‘ سورۃ التحریم‘ سورۃ المزمل‘ سورۃ المدثر‘ سورۃ البلد اور سورۃ العصر غائب ہیں۔ علاوہ ازیں دو سورتوں سورۃ الخلع اور سورۃ الحفد کا اضافہ بھی ہے۔ (۵۴) اس روایت میں کل ۱۰۶ سورتوں کا بیان ہے‘ حالانکہ روایت کے آخر میں لکھا ہے کہ یہ کُل ۱۱۶ سورتیں ہوئیں۔ یعنی مصحف ابن مسعود والی روایت کی مانند یہ روایت بھی اپنی تکذیب خود ہی کر رہی ہے۔ (۵۵)

امام سیوطی نے ’الاتقان‘ میں مصحف ابی بن کعبؓ کی سورتوں کی جو ترتیب بیان کی ہے وہ ابن ندیم کی

ترتیب سے مختلف ہے۔امام سیوطی رحمہ اللہ نے یہ روایت ابن اُشتہ رحمہ اللہ (متوفی ۴۹۱ھ) سے نقل کی ہے جو انہوں نے اپنی کتاب 'کتاب المصاحف' میں بیان کی ہے۔ابن اُشتہ کی یہ کتاب اس وقت مفقود ہے لہٰذا اس خبر کی بنیاد ہمارے پاس 'الاتقان' ہی ہے۔ابن اُشتہ نے یہ روایت محمد بن یعقوب سے' انہوں نے ابوداؤد سے اور انہوں نے ابوجعفر الکوفی سے نقل کی ہے۔اور ابوجعفر الکوفی کی وفات ۲۴۸ھ میں ہوئی۔

ابن اشتہ کی بیان کردہ اس فہرست میں مصحف عثمانی کے بالمقابل ۱۰۶ سورتوں کا بیان ہے اور ۸ سورتیں یعنی سورۃ الفرقان' سورۃ فاطر' سورۃ الزخرف' سورۃ القمر' سورۃ المجادلہ' سورۃ الانسان اور سورۃ البروج وغیرہ غائب ہیں۔علاوہ ازیں دو سورتوں سورۃ الخلع اور سورۃ الحفد کا اضافہ بھی ہے۔(۵۶) یہ دونوں روایات مضطرب ہونے کی وجہ سے ناقابلِ قبول ہیں۔

کتاب المصاحف ہی کی ایک روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا مصحف اپنے قبضے میں لے لیا تھا۔حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے بیٹوں کے لیے بھی اس مصحف کو دیکھنا ممکن نہیں رہا تھا چہ جائیکہ کوئی سینکڑوں سال بعد مصحف ابی بن کعب کو دیکھنے کا دعویٰ کرے۔جب اہلِ عراق کی ایک جماعت محمد بن ابی رحمہ اللہ کے پاس آئی تاکہ وہ انہیں اپنے والد محترم کا مصحف دکھا سکیں تو انہوں نے کہا کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لے لیا تھا۔انہوں نے دوبارہ یہی مطالبہ کیا تو محمد بن ابی رحمہ اللہ نے دوبارہ یہی جواب دیا۔(۵۷)

(جاری ہے)

مصادر و مراجع

۱۔ عمر بن ابراهيم رضوان الدكتور' آراء المستشرقين حول القرآن الكريم وتفسيره' دار طيبة' الرياض' ۱۹۹۲ء' ۱۸۶/۱۔

2- Theodor Noldeke, accessed 29 March 2013, <http://en.wikipedia.org/wiki/N%C3%B6ldeke>

۳۔ ہماری مراد اس کی وہ تحریریں ہیں جو انگریزی میں مترجم ہیں۔

4- How these revelations actually arose in Muhammad's mind is a question which is almost as idle to discuss as it would be to analyze the workings of the mind of a poet. In his early career, sometimes perhaps in its later stages also, many revelations must have burst from him in uncontrollable excitement, so that he could not possibly regard them otherwise than as divine inspirations. We must bear in mind that he was no cold systematic thinker, but an Oriental visionary, brought up in crass superstition, and without intellectual discipline; a man whose nervous temperament had been powerfully worked on by ascetic austerities, and who was all the more irritated by the opposition he encountered, because he had little of the heroic in his nature. Filled with his religious ideas and visions he might well fancy he heard the angel bidding him to recite what was said to him.(Theodor Noldeke, The Quran: An Introductory Eassy, USA: Interdiciplinary Biblical Research Institute, 1992, p. 5)

5- Uthman's Qur'an was not complete. Some passages are evidently fragmentary; and a few detached pieces are still extant which were originally parts of the Qur'an, although they have been omitted by Zaid. (Ibid, p. 23)

٦ـ آراء المستشرقين: ٣٨٨/١ـ٣٨٩ـ   ٧ـ الأحزاب:٣٣:٣٧ـ

٨ـ بخاری ،محمد بن اسماعیل إمام،صحیح البخاری،کتاب تفسیر القرآن،باب قوله تعالی وتخفی فی نفسك ماالله مبديه، دار طوق النجاة، بيروت، ١٤٢٢ه،١١٧/٦ـ

٩ـ أحمد بن حنبل امام، مسند أحمد، مؤسسة الرسالة، بيروت، ٢٠٠١ء،٣٢٤/٤٣ـ

10- William St. Clair Tisdall, accessed 28 March 2013, <http://en.wikipedia.org/wiki/William_St._Clair_Tisdall>.

11- William St. Clair Tisdall , accessed 28 March 2013, <http://www.answering-islam.org/Books/Tisdall/WW/index.htm>.

12- When the Surahs are arranged in the chronological order of their composition and compared with the events in Muhammad's life, we see that there is much truth in the statement that the passages were—not, as Muslims say, revealed, but—composed from time to time, as occasion required, to sanction each new departure made by Muhammad. The Qur'an is a faithful mirror of the life and character of its author. It breathes the air of the desert, it enables us to hear the battle-cries of the Prophet's followers as they rushed to the onset, it reveals the working of Muhammad's own mind, and shows the gradual declension of his character as he passed from the earnest and sincere though visionary enthusiast into the conscious impostor and open sensualist. (The Original Sources of the Quran, William St. Clair Tisdall, accessed 28 March 2013, <http://www.answering-islam.org/Books/Tisdall/Sources/chap 1.htm>.)

13- It is clear, from all that has been said, that the first source of Islam is to be found in the religious beliefs and practices of the Arabs of Muhammad's day. From this heathen source, too, Islam has derived the practice of Polygamy and that of slavery, both of which, though adding nothing to their evil effects in other respects, Muhammad sanctioned for all time by his own adoption of them. (The Original Sources of the Quran, William St. Clair Tisdall, accessed 28 March 2013,<http://www.answering-islam.org/Books/Tisdall/Sources/chap2.htm >.)

١٤ـآراء المستشرقين : ٢٤٤/١ـ٢٤٥ـ

15- The Original Sources of the Quran, William St. Clair Tisdall, accessed 28 March 2013,<http://www.answering-islam.org/Books/Tisdall/Sources/index.htm>.

16- Faith, Repentance, Heaven and Hell, the Devil and his Angels, the heavenly Angels, Gabriel the Messenger of God, are specimens acquired from some Jewish source, either current or ready for adoption. Similarly familiar were the stories of the Fall of Man, the Flood, the destruction of the Cities of the Plain, &c. — so that there was an extensive substratum of crude ideas bordering upon the spiritual, ready to the hand of Muhammad.

17- In his youth, we are told, Muhammad heard the preaching of Quss, the Bishop of

Najran, and he met many monks and saw much of professing Christians when he visited Syria as a trader before his assumption of the prophetic office. (The Original Sources of the Quran, William St. Clair Tisdall, accessed 28 March 2013, <http://www.answering-islam.org/Books/Tisdall/Sources/chap4.htm >.)

١٨۔ ابن هشام جمال الدين عبد الملك'السيرة النبوية' شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابى الحلبى'مصر'١٩٥٥ء'٢٢٤/١۔

١٩۔ بخارى 'صحيح البخارى'كتاب بدء الوحى'باب كيف كان بدء الوحى'٧/١۔

٢٠۔ السيرة النبوية: ١٨٢/١۔ ٢١۔ السيرة النبوية:١٨٨/١۔ ٢٢۔ السيرة النبوية:١٨٨/١۔

23- It may be safely concluded that, since the tales of the kings of Persia were of interest to the Arabs and they had heard of Rustam and Isfandiyar, they are unlikely to have been quite ignorant of the story of Jamshid. Nor is it *probable* that the Persian fables regarding the ascension to heaven of Arta Viraf and of Zoroaster before him, their descriptions of Paradise and the Bridge of Chinvat and tile tree Hvapah, the legend of Ahriman's coming up out of primaeval darkness, and many other such marvellous tales, had remained entirely unknown to the Arabs. If they were known, it was natural that Muhammad should have made some use of them, as he did of Christian and Jewish legends. (The Original Sources of the Quran, William St. Clair Tisdall, accessed 28 March 2013, <http://www.answering-islam.org/Books/Tisdall/Sources/chap5.htm >.)

24- Ibid.

25- Everyone of the main principles which we have found mentioned as inculcated by Zaid is dwelt upon in the Qur'an also. Among these may be instanced: (1) the prohibition of killing infant daughters by burying them alive, according to the cruel custom of the Arabs of the time; (2) the acknowledgment of the Unity of God; (3) the rejection of idolatry and the worship of Al-Lat, Al-'Uzza' and the other deities of the people; (4) the promise of future happiness in Paradise or the "Garden", (5) the warning of the punishment reserved in hell for the wicked; (6) the denunciation of God's wrath upon the "Unbelievers"; and (7) the application of the titles Ar Rahman (the Merciful), Ar Rabb (the Lord), and Al Ghafur (the Forgiving) to God. Moreover, Zaid and all the other reformers (Hanifs) claimed to be searching for the "Religion of Abraham." Besides all this, the Qur'an repeatedly15, though indirectly16, speaks of Abraham as a Hanif, the chosen title of Zaid and his friends. (The Original Sources of the Quran, William St. Clair Tisdall, accessed 28 March 2013, <http://www.answering-islam.org/Books/Tisdall/Sources/chap6.htm >.)

26- Moreover, 'Ubaidu'llah was a son of a maternal aunt of Muhammad, and the latter married this reformer's widow, as we have already seen. Two others, Waraqah and 'Uthman, were cousins of his first wife Khadijah.(The Original Sources of the Quran, William St. Clair Tisdall, accessed 28 March 2013, <http://www.answering-islam.org/Books/Tisdall/Sources/chap6.htm >.)

٢٧۔ صحیح البخاری'کتاب أحادیث الأنبیاء'باب قول الله تعالى واذكر فی الكتاب مریم'٤/١٦٧۔

٢٨۔ آراء المستشرقین: ١/١٠٠۔١٠١۔

٢٩۔آراء المستشرقین: ١/١٠١۔

٣٠۔ آراء المستشرقین: ١/١٠٢۔

٣١۔أیضاً۔

٣٢۔ أیضاً۔

٣٣۔آراء المستشرقین:١٠٣۔

٣٤۔ آراء المستشرقین:١٠٤۔

٣٥۔أیضاً۔

٣٦۔آراء المستشرقین:١٠٥۔

37- Arthur_Jeffery , accessed 04 April 2013, <http://en.wikipedia.org/wiki/Arthur_ Jeffery>.

38- To begin with it is quite certain that when the Prophet died there was no collected, collated, arranged body of material of his revelations. What we have is what could be gathered together somewhat later by the leaders of the community when they began to feel the need of a collection of the Prophet's proclamations and by that time much of it was lost, and other portions could only be recorded in fragmentary form. There is a quite definite and early Tradition found in several sources which says, "The Prophet of Allah was taken before any collection of the Qur'an had been made. (< http://www.bible.ca/islam/library/Jeffery/thq.htm>.)

٣٩۔ السیوطی جلال الدین عبد الرحمن بن أبی بکر،الإتقان فی علوم القرآن'الهیئة المصریة العامة'مصر'١٩٧٤ء'١/٢٠٢۔

٤٠۔ صحیح البخاری'کتاب فضائل القرآن 'باب القراء من أصحاب النبی'٦/١٨٧۔

41- Muslim orthodoxy holds that the Prophet himself could neither read nor write. But in our generation both Professor Torrey of Yale and Dr. Richard Bell of Edinburgh, working independently of each other, have concluded that the internal evidence in the Qur'an itself points to the fact that he could write, and that for some time before his death he been busy preparing material for a Kitab, which he would leave to his people as their Scripture, to be to them what the Torah was to the Jews or the Injil to the Christians. There is, indeed, an uncanonical tradition current among the Shi'a, that the Prophet had made a collection of passages of his revelations written on leaves and silk and parchments, and just before his death told his son-in-law Ali where this material was kept hidden behind his couch, and bade him take it and publish it in Codex form. It is not impossible that there was such a beginning at a collection of revelation material by the Prophet himself, and it is also possible that Dr. Bell may be right in thinking that some at least of this material can he detected in our present Qur'an. (Ibid.)

42- W. Montgomery Watt, Muhammad at Mecca, Chapter 3: Religion In Pre-Islamic Arabia, p26-53.

٤٣۔ العنکبوت:٢٩:٤٨۔

44- Nevertheless there was certainly no Qur'an existing as a collected, arranged, edited book, when the Prophet died…Here, however, we have our first stage in the history of the text of the Qur'an. There could not be a definitive text while the Prophet was still alive, and abrogation of earlier material or accessions of fresh material were always possible.(Ibid.)

45- Modern criticism is willing to accept the fact that Abu Bakr had a collection of revelation material made for him, and maybe, committed the making of it to Zaid b. Thabit. It is not willing to accept, however, the claim that this was an official recension of the text. All we can admit is that it was a private collection made for the first Caliph Abu Bakr. Some scholars deny this, and maintain that Zaid's work was done for the third Caliph, Uthman, but as 'Uthman was persona non grata to the Traditionists, they invented a first recension by Abu Bakr so 'Uthman might not have the honour of having made the first Recension. (Ibid.)

٤٦ـ صحیح البخاری'کتاب فضائل القرآن'باب جمع القرآن'٦/١٨٣ـ

47- Materials for the History of the Text of the Quran, Arthur Jeffery, accessed 04April 2013,<http://www.bible.ca/islam/library/Jeffery/Materials/index.htm>.

۴۸ـ ماہنامہ رشد قراءات نمبر حصہ سوم' آرتھر جیفری اور کتاب المصاحف' حافظ محمد زبیر' مجلس تحقیق اسلامی' لاہور' ص۴۰۸ـ۴۲۹ـ

٤٩ـ "قال الفضل بن شاذان وجدت فی مصحف عبد الله بن مسعود تالیف سور القرآن علی هذا الترتیب البقرة النساء آل عمران المص الأنعام المائدة یونس براء ة النحل هود یوسف بنی اسرائیل الأنبیاء المؤمنون الشعراء الصافات الأحزاب القصص النور الأنفال مریم العنکبوت الروم یس الفرقان الحج الرعد سبأ الملیکة إبراهیم ص الذی کفروا القمر الزمر الحوامیم المسبحات حم المؤمن حم الزخرف السجدة الأحقاف الجاثیة الدخان إنا فتحنا الحدید سبح الحشر تنزیل السجدة ق الطلاق الحجرات تبارك الذی بیده الملك التغابن المنافقون الجمعة الحواریون قل أوحی إنا أرسلنا نوحا المجادلة الممتحنة یا أیها النبی لم تحرم الرحمن النجم الذاریات الطور اقتربت الساعة الحاقة إذاوقعت ن و القلم النازعات سأل سائل المدثر المزمل المطففین عبس هل أتی علی الإنسان القیامة المرسلات عم یتساء لون إذا الشمس کورت إذا السماء انفطرت هل أتاك حدیث الغاشیة سبح اسم ربك الأعلی و اللیل إذا یغشی الفجر البروج انشقت اقرأ باسم ربك لا أقسم بهذا البلد والضحی ألم نشرح لك والسماء و الطارق والعادیات أرأیت القارعة لم یکن الذین کفروا من أهل الکتاب الشمس وضحاها والتین ویل لکل همزة الفیل لإیلاف قریش التکاثر إنا أنزلناه والعصر إن الإنسان لفی خسر إذا جاء نصر الله إنا أعطیناك الکوثر قل یا أیها الکفرون لا أعبد ما تعبدون تبت یدا أبی لهب وتب ما أغنی عنه ما له وماکسب قل هو الله أحد الله الصمد." (ابن ندیم محمد بن إسحاق بن محمد الوراق'الفهرست' باب ترتیب القرآن فی مصحف عبد الله بن مسعود'دار المعرفة' بیروت' ١٩٩٧ء' ص٣٩ـ)

٥٠ـ فذلك مائة وعشر سور... وکان عبد الله بن مسعود لا یکتب المعوذتین فی مصحفه ولا فاتحة الکتاب۔ (أیضاً)

٥١ـ "قال محمد بن إسحاق رأیت عدة مصاحف ذکر نساخها أنها مصحف بن مسعود لیس فیها مصحفین متفقین وأکثرها فی رق کثیر النسخ وقد رأیت مصحفا قد کتب منذ مائتی سنة فیه فاتحه الکتاب۔" (أیضاً)

٥٢ـ الإتقان:٢٢٤ـ

٥٣ـ ابن أبی داؤد عبد الله بن سلیمان بن الأشعث' کتاب المصاحف' الفاروق الحدیثة' القاهرة' ٢٠٠٢ء' ص١٠٣

٥٤ـ الفهرست:٤٠ـ

٥٥ـ أیضاً۔

٥٦ـ الإتقان:٢٢٣ـ

٥٧ـ کتاب المصاحف:١٠٣ـ